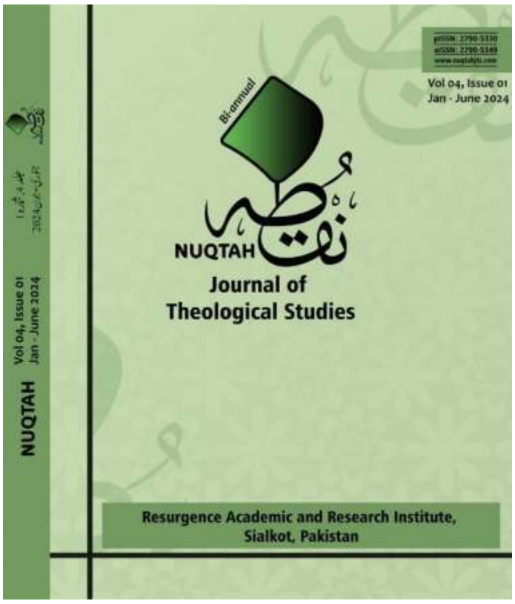

NUQTAH Journal of Theological Studies

Editor: Dr. Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: Urdu, Arabic and English

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published By:

Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.

Email: editor@nuqtahjts.com

اسلامی اور مسیحی تعلیمات میں تصورِ حجاب: ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Islamic and Christian Teachings of Hijab

Mehnaz Shahzadi
MPhil Scholar, Department of Islamic Thought and Civilization,
University of Management & Technology, Sialkot
Email: muhammadishfaqghori@gmail.com
Dr Abdul Aleem
Associate Professor, Department of Islamic Thought and Civilisation,
University of Management & Technology, Sialkot
Email: abdulaleem@skt.umt.edu.pk
Hafiz Muhammad Sana Ullah Tounsovi
Lecturer, The Standard Girls College, Sialkot
Email: stounsvi@gmail.com

Published online: 30 June 2025

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:
https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

اسلامی اور مسیحی تعلیمات میں تصورِ حجاب: ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Islamic and Christian Teachings of Hijab

ABSTRACT

This research paper offers a comprehensive comparative analysis of the concept of hijab in Islamic and Christian teachings, emphasizing that hijab, in Islamic context, is more than just clothing—it represents a broader religious, moral, and social system connected to personal purity, social balance, and spiritual development. In early Christianity, veil symbolized female chastity, humility, and religious commitment, with women advised to cover their hair, neck, and face and wear modest clothing. This practice reflected spiritual purity and detachment from worldly desires, especially among nuns for whom the veil was a sign of religious devotion. However, as Christianity gained political power, the strictness of veiling declined, and scriptural changes led to ambiguous teachings regarding veil.

In contrast, Islam presents hijab as a divine command and Sunnah of the Prophet Muhammad ﷺ, symbolizing chastity, moral dignity, and social protection. Islamic teachings emphasize modesty for both men and women, with clear injunctions for women to cover their adornments and wear modest outer garments. Historical evidence from the Prophet's time, including narrations from Hazrat Aisha ؓ, shows that hijab was actively practiced and regulated. Different cultural forms like the burqa, chador, dupatta, and abaya represent regional interpretations of Islamic principles aimed at promoting spiritual and social purity.

Today, hijab serves not only as a religious duty but also as a symbol of resistance, identity, and Islamic pride. While both Christianity and Islam historically acknowledged veiling, Islam has preserved it as a coherent, divine system integral to female identity, dignity, and wellbeing.

Keywords: Hijab, Islam, Christianity, modesty, religious identity

حجاب کا لغوی معنی

"حجاب" عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب نصر سے ماخوذ مصدر ہے جس کے معانی ہیں:

"حجب: الحِجابُ: السِّتْرُ. حَجَبَ الشيءَ يَحْجُبُه حَجْباً وحِجاباً وحَجَّبَه: سَتَرَه. وَقَدِ احْتَجَبَ وتحَجَّبَ إِذَا اكْتَنَّ مِنْ وراءِ حِجابٍ. وامرأَة مَحْجُوبةٌ: قَدْ سُتِرَتْ بِسِترٍ. وحِجابُ الجَوْفِ: مَا يَحْجُبُ بَيْنَ الفؤَادِ وَسَائِرِه؛ قَالَ الأَزهريّ: هِيَ جِلْدة بَين الفؤَادِ وَسَائِرِ البَطْن. والحاجِبُ: البَوَّابُ، صِفةٌ غالِبةٌ، وَجَمْعُهُ حَجَبةٌ وحُجَّابٌ، وخُطَّتُه الحِجابةُ. وحَجَبَه: أَي مَنَعَه عَنِ الدُّخُولِ".[1]

یعنی "حجب: الحِجابُ: پردہ کو کہتے ہیں۔ کسی چیز کو حجاب کرنا یعنی اسے چھپنا۔ اس کے مصدر ہیں: حَجْب اور حِجاب۔ حَجَّبَہ یعنی اسے چھپایا۔ جب کوئی چیز کسی کے پیچھے چھپ جاتی ہے تو کہتے ہیں: قَدِ احْتَجَبَ و تحَجَّبَ۔ اور امرأة مَحْجُوبَۃٌ یعنی ایک عورت نے کسی پردے (کپڑے) سے اپنے آپ کو چھپایا۔ حجاب الجوف: وہ جو چھاتی اور دیگر جسمانی حصوں کے مابین ہوتا ہے۔ ازہری نے کہا: یہ دل اور پیٹ کے بیچ کی کھال ہوتی ہے۔ حاجب: دروازے کا بواب، ایک اہم صفت۔ اور اس کا جمع حَجَبَۃٌ اور حُجَّابٌ ہوتی ہے۔ اور اس کی کتابت کا طریقہ الحِجابۃُ ہوتا ہے۔ حَجَبَہ: یعنی اس نے اسے داخلے سے روک دیا۔"

مصباح اللغات میں مصدر حجب میں یہ الفاظ اور معانی ملتے ہیں:

حَجَبَهٗ (ن) حَجْبًا وحِجَابًا وحَجَّبَهٗ: چھپان۔ اندر آنے سے روکنا۔ حَجَبَ بَيْنَهُمَا: حائل ہونا۔ حَجَبَ صَدرُہ : تنگ ہونا۔ کہا جاتا ہے: فلان يحجب للامير: فلاں امیر کا دربان ہے۔ تَحَجَّبَ واحْتَجَبَ: چھپنا۔ اِسْتَحْجَبَهٗ: حاجب بنانا۔ دربان بنانا۔"

اَلحِجاب: مص۔ ج حُجُب: پردہ۔ ہر وہ چیز جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو۔ تعویذ۔ حجاب الشمس: آفتاب کی روشنی۔ حجاب القلب: پردہ جو دل اور پیٹ کے درمیان حائل ہے۔"[2]

"عربی میں حجاب کا مطلب پردہ، اوٹ، نقاب اور ڈھانکنا یا چھپانا ہے۔ کئی ایشیائی اور مغربی ممالک میں حجاب سے مراد خواتین کا سر، چہرہ یا جسم کا ڈھکنا یا چھپا لیا جاتا ہے۔ اردو زبان میں بھی لفظ 'حجاب' پردہ اور نقاب کے معنیٰ میں مستعمل ہے، جبکہ یہیں سے حیا، شرم اور لحاظ کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے۔ اردو میں بھی یہ مذکر اور اس کی جمع عربی کے مطابق یعنی 'حجب' ہی آتی ہے۔"[3]

حجاب کا شرعی مفہوم:

حجاب ایک دینی اصطلاح ہے اور شریعت میں اس کے معنی خواتین کے بدن کے بعض حصوں کو چھپانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ"[4]

ترجمہ: "اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (براہ راست) مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ یا بھیجے کوئی پیغامبر (فرشتہ) اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ بلاشبہ وہ اونچی شان والا، بہت دانا ہے"۔

نیز فرمایا:

"وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا"[5]

ترجمہ: "اور (اے محبوب!) جب آپ پڑھتے ہیں قرآن کو تو ہم (حائل) کر دیتے ہیں آپ کے درمیان اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ جو آنکھوں سے نہاں ہوتا ہے۔"

اسلامی تعلیمات میں تصور حجاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل انسانیت زوال کا شکار تھی۔ معاشرہ فحاشی، بے حیائی اور جنسی انارکی کی لپیٹ میں تھا۔ پردے کا تصور تقریباً ختم ہو چکا تھا، سوائے چند شریف خاندانوں کے جو ان بے راہ رویوں سے خود کو دور رکھتے تھے۔ زیادہ تر خواتین بے پردگی کے ساتھ گلیوں، بازاروں اور عوامی مقامات پر بن سنور کر آزادانہ گھوما کرتی تھیں، اور انہیں روکنے والا کوئی نہ تھا۔ اسلام نے بے حیائی، آوارگی اور مرد و عورت کے آزادانہ میل جول پر روک لگائی۔ خواتین کو گھر کی چار دیواری میں رہنے کی ہدایت دی گئی، اور اگر کسی ضرورت کے تحت باہر نکلنا ہو، تو مکمل پردے کے ساتھ نکلنے کا حکم دیا گیا—ایسی چادر یا برقعے میں کہ پورا جسم ڈھکا ہوا ہو، اور چلتے وقت سڑک کے کنارے چلنے کا ادب بھی سکھایا گیا۔ اسی طرح خوشبو لگا کر یا بجنے والے زیورات پہن کر باہر نکلنے سے منع کیا گیا، تاکہ توجہ کا مرکز نہ بنیں۔

اسلام نے نا صرف حدود قائم کیں، بلکہ ان حدود سے تجاوز کرنے والوں کے لیے سخت سزاؤں کا اعلان کیا۔ اسلام کا مقصد معاشرے سے بے حیائی، جنسی بے راہ روی اور اخلاقی انحطاط کا خاتمہ ہے، تاکہ ایک پاکیزہ، مہذب اور صالح معاشرہ وجود میں آئے جہاں عزت، عفت اور حیا کے پھول کھلیں۔

اسلام دینِ فطرت ہے، جس نے عورت کو شیطان کے فریب سے بچایا اور اسے عزت و احترام کا وہ مقام عطا کیا جس کی وہ حقدار ہے۔ اسلام نے عورت کو ایک نازک اور قیمتی آبگینہ قرار دیا۔ حیا کو اسلام میں بنیادی اہمیت حاصل ہے، حتیٰ کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إذا لَمْ تَسْتَحْيِ فاصنع ما شئت."[6]

"جب تم میں حیا باقی نہ رہے تو جو چاہو کرو۔"

"وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" [7]

ترجمہ: "اور آپ حکم دیجیے ایمان دار عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی اور نہ ظاہر کیا کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا خود بخود نمایاں ہو اس سے اور ڈالے رہے اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر ہونے دیں اپنی آرائش کو مگر اپنے شوہروں کے لیے یا اپنے باپوں کے لیے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے لیے یا اپنے بیٹوں کے لیے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لیے یا اپنے بھائیوں کے لیے یا اپنے بھتیجوں کے لیے اور اپنے بھانجوں کے لیے یا اپنی ہم مذہب عورتوں پر یا اپنی باندیوں پر یا اپنے ایسے نوکروں پر جو (عورت) کے خواہشمند نہ ہوں یا ان بچوں پر جو (ابھی تک) آگاہ نہیں عورتوں کی شرم والی چیزوں پر اور نہ زور سے ماریں اپنے پاؤں (زمین پر) تاکہ معلوم ہو جاوے وہ بناؤ سنگار جو وہ چھپائے ہوئے ہیں اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو! تاکہ تم (دونوں جہانوں میں) بامراد ہو جاؤ"۔

"يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاۗءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"[8]

"اے نبی مکرّم! آپ فرمائیے اپنی ازواج مطہرات کو، اپنی صاحبزادیوں کو اور جملہ اہل ایمان عورتوں کو کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) ڈال لیا کریں اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو اس طرح کہ وہ بآسانی پہچان لی جائیں پھر انھیں ستایا نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہر دم رحم فرمانے والا ہے۔"

لفظ "جلباب" سے مراد، نقاب کے اوپر اوڑھے جانے والی چادر یا اوڑھنی ہے۔

اس سے ثابت ہو کہ حجاب کا مطلب پردہ۔ چھپنا۔ چھپانا یا اوڑھنا وغیرہ کے ہیں اس لئیے عورت جب حجاب میں ہوتی ہے تو وہ پردے اور چھپی ہوئی ہوتی ہے۔

اسلام نے مرد و عورت دونوں کے فطری تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کے کردار اور دائرہ کار کو متعین کیا۔ مرد کو معاشی ذمہ داری سونپی گئی جبکہ عورت کو گھر کی ملکہ بنا کر نسلوں کی تربیت کی عظیم ذمہ داری دی گئی۔ البتہ عورت کو ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے، لیکن مکمل حجاب اور پردے کے ساتھ، تاکہ وہ شیطان اور اس کے چیلوں کی ہوس ناک نظروں سے محفوظ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"المرأةُ عورةٌ فإذا خرجتِ استشرفَها الشّيطانُ" [9]

یعنی "عورت سراپا پردہ ہے اور جب نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے۔"

ایک عورت اپنے خاوند اور اپنے والدین عزیز و اقارب اور خاندان کی عزت اور آبرو ہے اس عورت کی مثال سفید کپڑے جیسی ہے کیونکہ سفید اور شفاف کپڑے پر لگا ہوا معمولی سا داغ دھبا بھی نمایاں نظر آتا ہے عورت کو چاہیے کہ اس کی نگاہ میں اس کا محبوب یا اس کی نگاہ کا محور و مرکز اس کا خاوند ہو۔ قران مجید میں اللہ تعالیٰ جنتی حوروں کو تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہوئے انہیں حیا کے وصف کے ساتھ متصف قرار دیتا ہے:

"وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ[10]"

"اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہوں گی۔"

یہ آیت جنت کی نعمتوں کا بیان ہے، جس میں اہلِ ایمان کو پاکیزہ بیویوں یعنی حوروں کا ذکر ہے جو صرف اپنے شوہروں کی طرف نگاہ رکھتی ہوں گی اور ان کی آنکھیں کشادہ وحسین ہوں گی یہ حوریں عفت وحیا کی علامت ہوں گی اور صرف اپنے شوہروں کے لیے مخصوص ہوں گی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدّد مقام پر پردے کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

"وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاہِلِيَّۃِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰہُ لِيُذْہِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَيْتِ وَيُطَہِّرَكُمْ تَطْہِيْرًا" [11]

"اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دور جاہلیت میں رواج تھا اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو اور اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کردے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کردے۔"

عبادات یا دیگر ضروریات کے مواقع پر عورتوں کو گھروں سے پردہ کے ساتھ باہر نکلنے اور مناسب آداب کے ساتھ مردوں سے گفتگو کی اجازت ہے:

"وَاِذَا سَاَلْتُمُوْہُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْہُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْہَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِہِنَّ" [12]

جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو۔ تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے۔"

آپ نے ازواج مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"عَنْ عَائِشَةَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ"[13]

ترجمہ "حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے تمہارے لیے اس کی اجازت ہے کہ تم اپنی ضرورت کے لیے گھر سے باہر نکلو۔"

مزید حضرت عبد اللہ ابن عباس عنہ بیان فرماتے ہیں:

"أَمَرَ اللهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوتِهِنَّ فِي حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّينَ وُجُوهَهُنَّ مَنْ فَوْقِ رُؤُوسِهِنَّ بِالْجَلَابِيبِ وَيُبْدِينَ عَيْنًا وَاحِدًا[14]"

ترجمہ۔ " اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ جب وہ کسی ضرورت سے اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنے سروں کے اوپر سے چادر لٹکا کر چہروں کو چھپالیں اور صرف ایک آنکھ راستہ میں دیکھنے کے لیے کھلی رکھیں۔"

ایسے ہی حضرت محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ مشہور تابعی حضرت عبیدہ نے[يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ[15]] کی عملی تفسیر فرماتے ہوئے چادر کو چہرے پر اس طرح لپیٹا کہ صرف ایک آنکھ نظر آرہی تھی گویا موصوف نے آیتِ مبارکہ کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ عورت پورے بدن کو چہرے سمیت ڈھانک لے اور صرف بہ قدر ضرورت ایک آنکھ کھولے رکھے؛ تاکہ راستہ میں دیکھ کر چلنے میں دشواری نہ ہو۔[16] "

پھر نبی مکرم کا عمل آیتِ حجاب نازل ہونے کے بعد اس پر گواہ ہے کہ ضرورت کے مواقع میں عورتوں کو گھروں سے پردہ کے ساتھ باہر نکلنے کی اجازت ہے جیسا کہ حج وعمرہ کے لیے ازواجِ مطہرات کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانا مستند احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

"كان الركبان يمرون بنا ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم محرمات فإذا جاوزوا بنا سدلت إحدانا جلبابها من رأسها على وجهها فإذا جاوزونا كشفناه"[17]

ترجمہ۔"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں قافلے ہمارے پاس سے گذرتے تھے اور ہم بحالت احرام نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر حج میں تھے تو جب قافلہ کے لوگ ہمارے سامنے آتے تو ہم اپنی چادر سر سے چہرے پر لٹکا لیتے تھے اور جب قافلے آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول لیتے تھے۔"

اس سے آپ خود اندازہ لگائیں کہ امت کی سب سے پاکیزہ ترین خواتین ازواجِ مطہرات پردہ کا کس قدر اہتمام فرماتی تھیں اسی طرح بہت سی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ازواجِ مطہرات اپنے والدین وغیرہ سے ملاقات کے لیے گھروں سے نکلتی تھیں اور عزیزوں کی بیمار پرسی اور تعزیت وغیرہ میں بھی شرکت کرتی تھیں لیکن ان تمام صورتوں میں پردہ کا مکمل اہتمام فرماتیں تھیں اسی طرح مؤمن عورتیں جب ضرورت کے وقت گھروں سے باہر نکلا کرتی تھیں تو برقع اور موٹی لمبی چادریں لپیٹ کر نکلا کرتی تھیں۔

حضرت ام سلمہ سے مروی ہے:

عن أم سلمة قالت: لما نزلت هذه الآية: {يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ} خرج نساء الأنصار كأن على رؤوسهن الغربان من الأكسية.[18]

" حضرت ام سلمہ سے روایت جب یہ آیت یدنین علیہن۔لٹکالیں وہ اپنے اوپر اپنی چادریں نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں اس حالت میں کالا لباس پہنے ہوئے گھر سے نکلیں گویا ان کے سروں پر کالے کوّے بیٹھے ہوں۔"

اس طرح ابوداود ایک اور حدیث پاک میں مذکور ہے:

"جَائَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ تَسْأَلُ عَنْ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُولٌ فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنْ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ فَقَالَتْ إِنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي"

"ترجمہ۔ ایک عورت کا لڑکا جنگ میں شہید ہو گیا تو تحقیق کے لیے اس کی والدہ برقع کے ساتھ پورے پردے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، مجلس میں موجود صحابہ کرام تعجب سے کہنے لگے کہ اس پریشانی میں بھی نقاب نہیں چھوڑا صحابیہ عورت نے جواب دیا کہ میرا بیٹا گم ہو گیا میری شرم و حیا تو نہیں گم ہوئی۔"[19]

مذکورہ حدیث سے آپ پردے کی اہمیت کا خود اندازہ کرلیں کیونکہ اسلامی حجاب عورت کا وقار ہے خواتین میں جو برقع پہننے کا رواج ہوا ہے یہ دورِ نبوت کی پاکیزہ خواتینِ اسلام کے عمل سے ہی ماخوذ ہے برقع بھی اسی چادر کے قائم مقام ہے جس کا تذکرہ قرآنِ کریم میں لفظِ جلباب سے کیا گیا ہے البتہ پہلے زمانے میں برقع کالے رنگ کے ڈھیلے ڈھالے ہوا کرتے تھے اور خواتین اسی قسم کے برقعوں کو پسند کرتی تھیں جو پورے بدن کو بھی چھپا لیتے تھے اور عورت کی شرافت کو بھی ظاہر کرتے تھے لیکن آج کے دور کا ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ مارکیٹ میں ایسے برقعے آگئے ہیں جن سے برقع کا مقصد ہی فوت ہو رہا ہے، کپڑا اتنا باریک کہ جس سے اندر تک کا لباس نظر آتا ہے سائز اتنا تنگ کہ جس سے جسم کی ساخت بھی ظاہر ہوتی ہے، رنگ برنگ دھاگوں کے پھول، ڈیزائن، رنگوں چمکتے اور موتیوں وغیرہ سے مزین بڑے بڑے قیمتی اور جاذبِ نظر برقعے آج مارکیٹ میں دستیاب ہیں جن کے پہننے سے کبھی برقع کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جو بجائے حیا کے بے حیائی کو ظاہر کرتے ہیں اور ساتھ ہی بہت سی خواتین پورا چہرہ یا آدھا چہرے کھلا رکھتی ہیں اور برقع پہننے کے باوجود سر کے بال برقع کے باہر ڈالے رکھتی ہیں اور بعض خواتین نوز پیں اس طرح لگاتی ہیں کہ پیشانی بھویں اور ناک کا حصہ کھلا رہتا ہے جو کھلی ہوئی بے حجابی اور بے غیرتی ہے جو کہ ہر لحاظ سے اسلام کے خلاف ہے۔

حضرت علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

"ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ عِنْدِیْ مِمَّا یَلْحَقُ بِالزِّیْنَةِ الْمَنْہِی عَنْ إبْدَائِہَا مَا یَلْبَسُہُ أَکْثَرُ مُتْرَفَاتِ النساءِ فی زمانِنَا فوقَ ثِیابِہِنَّ وَیَتَسَتَّرْنَ بِہِ إذَا خَرَجْنَ مِنْ بُیُوتِہِنَّ وَہُوَ غِطاءٌ مَنْسُوْجٌ مِنْ حَرِیْرٍ ذِی عِدَّةِ أَلْوَانٍ وَفِیْہِ مِنَ النُّقُوْشِ الذَّہَبِیَّةِ أوِ الْفِضِیَّةِ مَا یَبْہَرُ الْعُیُوْنَ، وَأرٰی أَنَّ تَمْکِیْنَ أَزْوَاجِہِنَّ وَنَحْوِہِمْ لَہُنَّ مِنَ الْخُرُوْجِ بِذٰلِکَ وَمَشْیِہِنَّ بِہِ بَیْنَ الأجَانِبِ مِنْ قِلَّةِ الْغَیْرَةِ وَقَدْ عَمَّتِ الْبَلْوٰی بِذٰلِکَ"[20]

ترجمہ: یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ میرے خیال میں جس طرح کی زینت کا اظہار شریعت میں منع ہے اس میں یہ بھی ہے جو ہمارے زمانہ کی مال دار عورتیں اپنے کپڑوں کے اوپر پہنتی ہیں اور گھر سے باہر نکلتے وقت ان کپڑوں سے پردے کا کام لیتی ہیں؛ حالانکہ وہ رنگ برنگ ریشمی دھاگوں سے بنا ہوا برقع ہوتا ہے جس میں سونا یا چاندی کی نقش نگاری ہوتی ہے جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ شوہر وغیرہ کا ان عورتوں کو اس انداز میں گھر سے نکلنے اور اجنبی مردوں کے درمیان آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرنا بے غیرتی پر مبنی ہے جس کا چلن آج کل بہت عام ہو گیا ہے۔"

اسی طرح مزید ایسے فیشن ایبل برقعوں کے متعلق مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ "جب زیور کی آواز تک کو قرآن کریم نے اظہارِ زینت میں قرار دے کر ممنوع کیا ہے تو مزین رنگوں کے کامدار برقعے پہن کر نکلنا بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہوگا کیونکہ ایسے برقعے نامناسب ہیں۔"[21]

اسلام میں حجاب کے آداب:

جب بھی خواتین ڈھیلے ڈھالے سادے اور غیر جاذب نظر برقعے پہن کر ہی باہر نکلیں اور یہ بات یاد رکھیں کہ برقعے زینت کے اظہار کے لیے بلکہ زینت کو چھپانے کے لیے ہیں خواتین درج ذیل امور کا خاص طور پر خیال رکھیں تاکہ ان کیلئے یہ باعث عزت وقار ہو:

1- پہلی چیز اصل پردہ حجاب بالبیوت گھر میں رہنا ہے، لہٰذا اپنے گھریلو کاموں میں مشغول رہیں بغیر کسی ضرورتِ شدیدہ کے باہر ہرگز نہ نکلیں

2۔ دوسری چیز اگر کسی شدید ضرورت کی وجہ سے باہر نکلنا پڑے تو برقع وغیرہ پہن کر ہی نکلیں

3۔ تیسری چیز برقع کا کپڑا سادہ ہو نقش و نگار اور پھول پتیوں سے مزین بھڑک دار نہ ہو اتنا باریک نہ ہو جس سے اندر تک کا لباس نظر آئے

4۔ چوتھی چیز برقع کا سائز اتنا بڑا ہو کہ مکمل بدن ملبوس کپڑوں کے ساتھ چھپ جائے اتنا چست نہ ہو کہ جس سے جسم کی ساخت ظاہر ہونے لگے

5۔ پانچویں چیز نقاب اس طرح لگائیں کہ پیشانی، بھویں اور ناک کا حصہ نظر نہ آئے، بہتر یہ ہے کہ آنکھوں پر جالی دار کپڑا لگا لیں

6۔ چھٹی چیز اوڑھنی اتنی بڑی ہو کہ جس سے گردن بال اور سینے کا حصہ اچھی طرح چھپ جائے

7۔ ساتویں چیز اوڑھنی کے ذریعہ سر کے بالوں کو چھپانے کے ساتھ ساتھ چوٹی کے بالوں کو بھی اندر کر لیں کیوں کہ سر اور بال دونوں ستر میں داخل ہیں جن کا چھپانا ضروری ہے اور ایسی عورتیں جو اپنے بال وغیرہ مردوں کو دکھاتی ہیں وہ قیامت کے دن سخت سزا کی مستحق ہوں گی اور انہوں دین اسلام کے احکامات کو ہوا میں اڑا دیا لہٰذا خواتین کو چاہیئے پردہ کا خصوصی اہتمام کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کریں جو کہ ان کیلئے دنیا و آخرت میں وقار کا سبب ہے۔

جدید دور کے مفکر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کے ہاں حجاب کا تصور بھی بہت معتدل اور متوازن شکل میں موجود ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"قرآن کے احکام میں جواب کے مسائل کو تفصیل سے سمجھنا اس لیے ضروری ہے کہ آج ایک بہت بڑی غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں۔ کئی مختلف اسلامی ممالک کے مقامی روایات کو بعد میں شریعت اسلامی سمجھا جانے لگا ہے۔ اگر کسی ملک میں خاص انداز کا پردہ رائج ہے تو ضروری نہیں کہ وہ اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ شریعت کے احکام کا لازمی تقاضا ہو۔ وہ رواج بلا شبہ شریعت کے مطابق ہو سکتا ہے لیکن ہر رواج جو شرعیت کے مطابق ہو اور اسلام کے احکام سے ہم آہنگ ہو شرعیت کی نظر میں لازمی طور پر ہر جگہ اور ہر فرد کے لیے واجب اور فرض نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وہ بھی کوئی رواج ہو سکتا ہے۔ اس لیے مقامی روایات شریعت کے احکام فقہا کے اجتہادات ان تینوں کے درمیان فرق لازمی ہے۔ جہاں تک مقامی روایات کا تعلق ہے اگر کسی کا جی چاہتا ہے کہ ان کو اختیار کرے تو وہ ضرور ایسا کرنے کا پورا حق رکھتا ہے اور کسی بھی مطابق اسلامی مقامی روایات کو اختیار کر سکتا ہے۔ کسی مشرقی یا مغربی شخص کو کسی بھی بنیاد پر اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ اگر ہماری افغانستان کی خواتین، ایک خاص انداز کا پردہ کرتی ہیں تو یہ ان کا فطری حق ہے۔ جس چیز کی پابندی لازمی ہے وہ ہے قرآن اور سنتِ رسول ﷺ کے مخصوص اور قطعی احکام ہیں جن کی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ دونوں دینِ اسلام کے ستون ہیں جن سے کوئی بھی مسلمان انحراف نہیں کر سکتا۔[22]"

اسلام میں حجاب کے آداب:

"اسلام کے مطابق خواتین کے لیے یہ ہدایات دی گئی ہیں:

1۔ نگاہیں نیچی رکھنا: خواتین کو اپنی نظریں نیچی رکھنے اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔

2۔ زینت کو چھپانا: عورتوں کو اپنی زینت کو چھپانے کی ہدایت ہے، سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہو۔

3۔ اوڑھنیاں لینا: خواتین سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالیں تاکہ ان کی زیب و زینت پردے میں رہے۔

4۔ چادر اوڑھنا: نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات، بیٹیوں اور تمام مومن خواتین کو ہدایت دی گئی کہ وہ باہر نکلتے وقت اپنی چادر اوڑھیں تاکہ ان کی پہچان بطور باحیا خواتین ہو اور انہیں کسی قسم کی اذیت نہ پہنچے۔

اسلام میں حجاب کا مقصد صرف ظاہری پردہ نہیں، بلکہ خواتین کی عزت، وقار اور معاشرتی تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔

یہ احکام کوئی نئی بات نہیں بلکہ تمام مہذب معاشروں میں کسی نہ کسی شکل میں پردے اور شرم و حیا کا تصور موجود رہا ہے۔ برہنگی اور عریانی کبھی بھی انسانیت کا معیار نہیں رہی۔ آج بھی جو لوگ سلیم الفطرت ہیں، وہ عریانی کو بے حیائی اور فحاشی ہی تصور کرتے ہیں۔

مسیحیت میں حجاب یا سر ڈھانپنے کا تصور

معاشرتی لحاظ سے انسان فطرتاً جسم کو ڈھانپنے کا رجحان رکھتا ہے، جو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ تمام آسمانی مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ اگرچہ عموماً حجاب کو مسلمانوں سے منسوب کیا جاتا ہے، تاہم بائبل اور دیگر مقدس کتابوں میں عورتوں کے مخصوص لباس اور سر

ڈھانپنے کی ہدایات موجود ہیں۔ مسیحیت میں بھی حجاب یا سر ڈھانپنے کا تصور قدیم وقتوں سے موجود ہے اور مختلف تاریخی وعقیدتی مراحل سے گزرا ہے۔

مسیحیت اور یہودیت میں بھی عورتوں کے لیے مخصوص لباس کے احکام ہیں تاہم، ان مذاہب میں حجاب کے احکام اور ان کی تشریح مختلف ہو سکتی ہے۔ مسیحیت میں حجاب کا تصور ایک پیچیدہ اور تاریخی ارتقاء کا حامل موضوع ہے۔

عہد نامہ قدیم کے احکامات:

عہد نامہ قدیم میں شبہ زنا کی صورت میں عورت کے بال کھولنے کا حکم بھی ہے، جو اُس وقت کی سماجی رسوائی کی نشانی سمجھا جاتا تھا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سر کو ڈھانپنا یا کھولنا مذہبی وسماجی لحاظ سے علامتی اہمیت رکھتا ہے۔

"پھر کاہن عورت کو خداوند کے حضور کھڑی کر کے اس کے سر کے بال کھلوا دے اور یادگاری کی نذر کی قربانی جو غیرت کی نذر کی قربانی ہے اس کے ہاتھوں پر دھرے اور کاہن اپنے ہاتھ میں اس کڑوے پانی کو لے جو لعنت کو لاتا ہے"[23]

عہد نامہ جدید کے احکامات:

مسیحی مذہب میں حجاب کے لیے جو حوالہ جات سب سے زیادہ ملتے ہیں وہ خاص طور پر "سر ڈھانپنے" کے ہیں، جو نئے عہد نامہ (New Testament) میں درج ہیں۔ 1 کورنتھیوں 11:5-6 میں حضرت پولُس فرماتے ہیں:

"اور جو عورت بے سر ڈھکے دُعا یا نبوّت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حُرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر مُنڈی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر مُنڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔"[24]

یہ حوالہ مسیحیت میں خواتین کو عبادت کے دوران سر ڈھانپنے کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے اور ابتدائی کلیسیا میں یہ رسم خاص طور پر رومن کیتھولک اور آرتھوڈوکس مسیحیوں میں رائج رہی، جہاں اسے تعظیم اور تقویٰ کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

"اِس وجہ سے عورت فرشتوں کو پیشِ نظر رکھ کر اپنے سر پر دوپٹا لے جو اُس پر اختیار کا نشان ہے۔"[25]

یہ آیات اس بات کی تاکید کرتی ہیں کہ خواتین کو عبادت کے دوران سر ڈھانپنا چاہیے، جو ان کے عقیدے، فرمانبرداری اور عزت کی علامت قرار پاتا ہے۔

"اِسی طرح مَیں چاہتا ہوں کہ خواتین مناسب کپڑے پہن کر شرافت اور شائستگی سے اپنے آپ کو آراستہ کریں۔ وہ گُندھے ہوئے بال، سونا، موتی یا حد سے زیادہ مہنگے کپڑوں سے اپنے آپ کو آراستہ نہ کریں۔"[26]

ابتدائی کلیسیا میں خواتین کے سر ڈھانپنے کا رواج خاص طور پر رومن کیتھولک اور آرتھوڈوکس مسیحیوں میں رائج رہا، جو اب بھی بعض علاقوں اور برادریوں میں جاری ہے۔ سر ڈھانپنے کو تمکین اور بڑی مذہبی تواضع کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ بعض پروٹسٹنٹ حلقوں میں اس روایت کو ترک بھی کیا گیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ زبانی یا تاریخی رواج ہے نہ کہ لازمی عقیدہ۔ عصر جدید میں بھی مختلف مسیحی برادریوں میں حجاب کا معاملہ مذہبی روایات اور ثقافتی حساسیتوں کی روشنی میں زیر بحث رہتا ہے۔

2019 میں متحدہ عرب امارات کے تاریخی دورے کے بعد واپسی پر پریس کانفرنس میں پوپ فرانسس سے سوال کیا گیا "کیا کیتھولک خواتین کو حجاب پہننا چاہیے، خاص طور پر مسلم ممالک میں؟" پوپ نے جواب دیا کہ "حجاب ایک ذاتی انتخاب ہے جو ایمان اور ثقافت کے درمیان توازن سے متعلق ہے، ہمیں دوسروں کے ثقافتی احساسات کا احترام کرنا چاہیے۔ مذہبی آزادی کا مطلب دوسروں پر اپنی روایات مسلط نہ کرنا ہے۔"[27]

بائبل کے سیاق وسباق میں، خاص طور پر عورتوں کے لیے حجاب یا سر ڈھانپنے کا عمل زیادہ تر ایک علامتی اقدام سمجھا جاتا ہے نہ کہ سخت فرض۔ یہ اس وقت کے ثقافتی اور مذہبی اصولوں میں فرمانبرداری اور احترام کے خیال پر مبنی ہے۔ بعض روایات اسے خدا اور حکمرانی کے

سامنے عاجزی اور اطاعت کی علامت کے طور پر تجویز کرتی ہیں، مگر آج اسے ہر جگہ اور ہر حال میں لازمی نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے پیچھے جو علامتی معنی ہیں، وہ ذاتی آزادی پر قدغن لگانے کی بجائے روحانی نظام کا احترام ظاہر کرتے ہیں۔

حاصل بحث

یہ آرٹیکل اسلام اور مسیحیت میں حجاب کے تصور کا ایک گہرائی اور تفصیل سے تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے، اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ حجاب محض لباس کا نام نہیں بلکہ ایک وسیع دینی، اخلاقی اور سماجی نظام کی نمائندگی کرتا ہے، جو فرد کی طہارت، معاشرتی توازن اور روحانی ترقی سے جڑا ہوتا ہے۔

مسیحیت میں، خاص طور پر ابتدائی تعلیمات میں، حجاب کو عورت کی پاکیزگی، عاجزی اور مذہبی وابستگی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ خواتین کو اپنے بال، گردن اور چہرے کو ڈھانپنے اور سادہ، ڈھیلے اور لمبے لباس پہننے کی تلقین کی جاتی تھی تاکہ جسم کے خدوخال نمایاں نہ ہوں۔ یہ تصور روحانی پاکیزگی اور دنیاوی خواہشات سے دوری پر مبنی تھا۔ تجرد (کنوارپن) کو ایک مقدس طرزِ زندگی سمجھا جاتا تھا، خاص طور پر راہبات (nuns) کے لیے، جن کے لیے پردہ ایک مذہبی عزم اور شناخت کی علامت بن چکا تھا۔

تاہم، جب مسیحیت کو سیاسی اقتدار حاصل ہوا، تو حجاب کی پابندیاں بتدریج کم ہوتی گئیں اور معاشرتی سطح پر اس کی اہمیت گھٹنے لگی۔ مزید یہ کہ، تورات اور انجیل جیسی مسیحی مذہبی کتابوں میں وقت کے ساتھ تحریف کے باعث، حجاب سے متعلق تعلیمات مبہم اور غیر مربوط ہو گئیں، جیسا کہ اسلام میں واضح طور پر موجود ہیں۔

اس کے برعکس، اسلام میں حجاب کو ایک الٰہی حکم، رسول اکرم ﷺ کی سنت، اور عفت و عصمت کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یہ عورت کی انفرادی شناخت، اخلاق و وقار، اور سماجی تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔۔ پہلے مردوں کو نگاہ نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا، پھر عورتوں کو زینت کو چھپانے اور سینوں پر اپنی چادریں ڈالنے کی ہدایت کی گئی۔

نبی کریم ﷺ کے دور میں مسلمان خواتین نماز، حج یا دیگر کاموں کے لیے جب گھر سے باہر نکلتیں، تو مکمل حجاب میں ہوتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی روایات اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ حجاب اس دور میں باقاعدہ طور پر نافذ العمل اور عملی رہنمائی کا حصہ تھا۔ برقع، چادر، دوپٹہ اور عبایا جیسی مختلف ثقافتی صورتیں اسلامی اصولِ حجاب کی علاقائی تشریحات ہیں، جن کا مقصد صرف جسم کو ڈھانپنا نہیں بلکہ روحانی اور معاشرتی پاکیزگی کو فروغ دینا ہے۔

آج کے دور میں، حجاب صرف ایک مذہبی فریضہ نہیں بلکہ مزاحمت، شناخت، اور اسلامی فخر کی علامت بن چکا ہے۔ یہ نہ صرف انہیں غیر اخلاقی اثرات سے بچاتا ہے بلکہ ایک محفوظ، باوقار اور اخلاقی طور پر مضبوط معاشرے کی تشکیل میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ مسیحیت اور اسلام دونوں مذاہب نے تاریخی طور پر حجاب کے اصول کو تسلیم کیا، لیکن اسلام نے اسے ایک مربوط، الٰہی ہدایت پر مبنی نظام کے طور پر محفوظ رکھا ہے جو آج بھی خواتین کی شناخت، وقار اور فلاح کا ذریعہ ہے۔

حوالہ جات

[1] محمد بن مکرم بن علی الانصاری ابن منظور الافریقی، لسان العرب (بیروت: دار صادر، طبع ثالث، ۱۴۱۴ھ)، ۱/۲۹۸۔

Muḥammad ibn Makram ibn ʿAlī al-Anṣārī Ibn Manẓūral-Afrīqī, Lisān al-ʿArab (Bayrūt: Dār Ṣādir, Ṭabʿ thālith, 1414 AH), 1/298.

[2] ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات (لاہور: خزینۂ علم وادب)، ۱۳۳۔

Abu al-Faḍl ʿAbd al-Ḥafīẓ Balyawī, Miṣbāḥ al-Lughāt (Lāhore: Khazīnat ʿIlm wa Adab), 133.

[3] فیروز الدین، فیروز اللغات (لاہور: فیروز سنز، بارِ اوّل: ۲۰۰۵ء)، ۵۹۵۔

Fīrūz al-Dīn, Fīrūz al-Lughāt (Lāhore: Fīrūz Sons, Bār-e-Awwal: 2005 CE), 595.

[4] الشوریٰ، ۴۲:۵۱۔

Al-Shūrā, 42:51.

[5] الاسراء، ۱۷:۴۵۔

Al-Isra, 17:45.

[6] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب إذالم تستح فاصنع ما شئت. حدیث: 3483۔

Muhammad ibn Ismāʻīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Adab, Bāb: 'Iḏā lam tastaḥ faṣnaʿ mā shi't, ḥadīth: 3483.

[7] النور، ۲۴:۳۱۔

Al-Nūr, 24:31-

[8] الاحزاب، ۳۳:۵۹۔

Al-Ahzab, 33:59.

[9] أبو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، سنن الترمذی، أبواب الرضاع، حدیث نمبر: 1173۔

Abū ʻĪsā Muḥammad ibn ʻĪsā at-Tirmidhī, Sunan at-Tirmidhī, Kitāb al-Riḍāʻ, Ḥadīth Number: 1173.

[10] الصافات، 37:48۔

As-Saffat, 37:48.

[11] الاحزاب، ۳۳:۳۳۔

Al-Ahzab 33:33.

[12] الاحزاب، ۳۳:۵۳۔

Al-Ahzab 33:53.

[13] البخاری، صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، حدیث: 4795۔

Al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Kitab Tafsir al-Qur’an, Hadith: 4795.

[14] محمد بن جریر طبری، جامع البیان عن تأویل آي القرآن (تفسیر الطبری) (مصر: دار المعارف)، 22/33۔

Muḥammad ibn Jarīr al-Ṭabarī, Jāmiʻ al-Bayān ʻan Ta’wīl āy al-Qur’ān (Tafsīr al-Ṭabarī), (Miṣr: Dār al-Maʻārif), 22/33.

[15] الاحزاب 33:59۔

Al-Ahzab 33:59.

[16] طبری، تفسیر الطبری، 22/33۔

Ṭabarī, Tafsir al-Ṭabarī, 22/33.

[17] ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، باب مایجتنبہ المحرم، حدیث:2690۔

Walī ad-Dīn Muḥammad ibn ʿAbdullāh Khaṭīb Ṭabrīzī, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Bāb Mā Yajtannibuhu al-Muḥarram, Ḥadīth: 2690.

[18] سلیمان بن الاشعث ابوداؤد، السنن، کتاب اللباس، حدیث:4101۔

Sulaymān ibn al-Ashʿath Abū Dāwūd, As-Sunan, Kitāb al-Libās, Ḥadīth: 4101.

[19] ابوداؤد، السنن، کتاب الجهاد، حدیث:2488۔

Abū Dāwūd, As-Sunan, Kitāb al-Jihād, Ḥadīth: 2488.

[20] آبو الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني (بيروت: دار الكتب العلمية، ١٩٩٤) 9/340-341۔

Abū al-Faḍl Shihāb al-Dīn As-Sayyid Maḥmūd al-Ālūsī, Rūḥ al-Maʻānī fī Tafsīr al-Qur'ān al-ʻAẓīm wa as-Sabʻ al-Muthānī (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1994), 9/340–341.

[21] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008) ٦/٤٠٧۔

Muftī Muḥammad Shafīʿ, Maʿārif al-Qur'ān (Karāchī: Maktabah Maʿārif al-Qur'ān, 2008), 6/407.

[22] محمود احمد غازی، محاضرات شریعت (لاہور: الفیصل ناشران، 2009)، 251-252۔

Ḥamūd Aḥmad Ghāzī, Muḥāḍarāt-e Sharīʿat (Lāhaur: Al-Faysal Nāshirān, 2009), 251–252.

[23] انجیل مقدس، گنتی، 5:11-18۔، (لاہور: برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی، 1935)۔

Injīl Muqaddas, Ginti, 5:11-18 (Lahore: British and Farin Bible Society, 1935).

[24] انجیل مقدس، 1 کورنتھیوں، 5:11-6، 162۔

Injīl Muqaddas, 1 Korinthiyūn, 5:11-6.

[25] انجیل مقدس، 1 کورنتھیوں،: 10:11۔

Injeel Muqaddas, 1 Korinthiyoon, 10:11

[26] انجیل مقدس، تیمُتھیُس 2:9-10۔

Injeel Muqaddas, Timothiyus 2:1-9.

[27] Francis. 2019. "Press Conference on Return Flight from UAE." February 5, 2019. In Papal In-Flight Press Conferences, edited by Vatican Press Office, 215-228. Vatican City: Libreria Editrice Vaticana.